9	واصل واسطی حفظہ اللہ (کوئٹہ)	واصل واسطی	10	ڈاکٹر کندی حفظہ اللہ (کشمیر)	

مشرف عام
حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ

نائب رئیس
مفتی ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

رئیس
مفتی حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ

5

عدالتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اہل حدیث کا موقف

مفتیان وعلماء کرام ومشائخ عظام! آج کل سوشل میڈیا پر عدالتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خصوصاً سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے متعلق بعض لوگ انتہائی غیر محتاط گفتگو اور غیر ذمہ دارانہ آراء پیش کر رہے ہیں اس کے متعلق اہل حدیث کا نمائندہ موقف کیا ہے؟ راہنمائی فرمائیں۔

الجواب بعون الوهاب وهو الموفق للصواب

اَلْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ أَمَّا بَعْدُ!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وحی کے امین، دین کے ناقلین، رب العالمین کی طرف سے سند یافتہ، اس امت کا بہترین گروہ اور خیر القرون کا مصداق ہیں۔

ان کے باہمی اختلافات کے بارے میں ہمارا وہی موقف ہے جو اہل السنۃ کا اجماعی موقف چلا آرہا ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں۔ بلا استثناء تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم اور ان سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والے اختلافات اور دیگر مشاجرات کو عوامی فورم پر موضوع بحث بنانا اہل حدیث کا طریقہ نہیں ہے، اس پر بحث وجدال کرنے والا شخص قابل مذمت ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"كَانَ مِنْ مَذَاهِبِ أَهْلِ السُّنَّةِ الْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ، فَإِنَّهُ قَدْ ثَبَتَتْ

فَضَائِلُهُمْ، وَوَجَبَتْ مُوَالَاتُهُمْ وَمَحَبَّتُهُمْ. وَمَا وَقَعَ مِنْهُ مَا يَكُونُ لَهُمْ فِيهِ عُذْرٌ يَخْفَى عَلَى الْإِنْسَانِ. وَمِنْهُ مَا تَابَ صَاحِبُه مِنْهُ، وَمِنْهُ مَا يَكُونُ مَغْفُورًا، فَالْخَوْضُ فِيمَا شَجَرَ يُوقِعُ فِي نُفُوسِ كَثِيرٍ مِّنَ النَّاسِ بُغْضًا وَذَمًّا. وَيَكُونُ هُوَ فِي ذٰلِكَ مُخْطِئًا، بَلْ عَاصِيًا فَيَضُرُّ نَفْسَه، وَمَنْ خَاضَ مَعَه فِي ذٰلِكَ. كَمَا جَرٰى لِأَكْثَرِ مَنْ تَكَلَّمَ فِي ذٰلِكَ، فَإِنَّهُمْ تَكَلَّمُوا بِكَلَامٍ لَّا يُحِبُّهُ اللهُ وَلَا رَسُولُه، إِمَّا مِنْ ذَمِّ مَنْ لَّا يَسْتَحِقُّ الذَّمَّ، وَإِمَّا مِنْ مَدْحِ أُمُورٍ لَا تَسْتَحِقُّ الْمَدْحَ، وَلِهٰذَا كَانَ الْإِمْسَاكُ طَرِيقَةَ أَفَاضِلِ السَّلَفِ."

”اہل سنت کے عقائد میں یہ بات شامل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو بھی اختلافات ہوئے، ان کے بارے میں اپنی زبان بند کی جائے، کیونکہ (قرآن و سنت میں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ثابت ہیں اور ان سے محبت اور دلی تعلق رکھنا فرض ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین اختلافات میں سے بعض ایسے تھے کہ ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کوئی ایسا عذر تھا، جو عام انسان کو معلوم نہیں ہو سکا، بعض (معاملات) ایسے تھے جن سے انہوں نے توبہ کر لی تھی اور بعض ایسے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاف کیا جا چکا ہے۔ مشاجراتِ صحابہ میں بے مقصد بحث کرنا اکثر لوگوں کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بغض و عداوت کا باعث بنتا ہے، اس طرح بے مقصد بحث کرنے والا انسان خود خطا کار، بلکہ گناہ گار ہو جاتا ہے۔ یوں وہ اپنے آپ کو اور اپنے ساتھ شرکاء بحث کو نقصان پہنچاتا ہے۔ جن لوگوں نے بھی اس بارے میں اپنی زبان کھولی ہے، اکثر کا یہی حال ہوا ہے۔ انہوں نے ایسی باتیں کی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند نہیں تھیں۔ انہوں نے ایسے لوگوں کی مذمت کی، جو مذمت کے مستحق نہیں تھے یا ایسے امور کی تعریف کی، جو قابل تعریف نہ تھے۔ اسی لیے مشاجراتِ صحابہ میں زبان بند رکھنا ہی سلف صالحین کا طریقہ تھا۔“[1]

تفصیلی دلائل کے لیے الشیخ المحدث ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی تصنیف لطیف ”مشاجرات صحابہ کے بارے میں سلف کا موقف“ کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔ (یاد رہے کہ شیخ محترم **لجنة الإفتاء والبحث**

[1] منهاج السنّة النبويّة في نقض كلام الشيعة القدريّة، 448,449/1، ناشر امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی، الریاض.

العلمي کے معزز رکن ہیں، الحمد للہ)

سلف کا یہ منہج خود قرآن مجید کے صفحات میں جا بجا موجود ہے، آپ کو قرآن مجید میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان، اخلاص، ایثار و ہمدردی، ﴿رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ کے تذکرے ہی ملیں گے۔ قرآن مجید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبے، جہاد، قربانیاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبتیں، رب العزت سے وفائے عہد، رکوع، سجود، خشیت و انابت اور ان کی دیگر اعلیٰ روحانی، اخلاقی و ایمانی صفات ہی کا تذکرہ کرتا ہے۔ اسی طرح حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی سبق ہے۔ تمام محدثین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب بیان کیے ہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی نصیحت فرمائی: «لا تَسُبُّوا أَصْحَابِي ؛ فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ» [1]

میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو۔ اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مُد غلہ کے برابر بھی نہیں ہوسکتا اور نہ ان کے آدھے مُد کے برابر، نیز فرمایا: «إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا، وَإِذَا ذُكِرَتِ النُّجُومُ فَأَمْسِكُوا، وَإِذَا ذُكِرَ الْقَدَرُ فَأَمْسِكُوا» ''جب میرے صحابہ کا تذکرہ کیا جائے تو (زبانوں کو) روک لو، اور جب ستاروں کا ذکر کیا جائے تو بات نہ کرو، اور جب تقدیر پر بحث کی جائے تو بھی (خود کو) روک لو۔'' [2]

بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ''مشغلے'' کو جسے بعض لوگ ''تحقیق'' کے نام پر جاری رکھے ہوئے ہیں، ایک قابل لعنت امر قرار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ» ''جس نے میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہا، اس پر اللہ، فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہو۔'' [3]

قرآن و حدیث کی تعلیمات پر مبنی، سلف صالحین کا یہ اجماعی موقف ہمارے عقیدے کا حصہ ہے، علماء عقیدہ نے اسی لیے امہات کتب میں اسے بیان کیا ہے:

علامہ طحاوی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت متخذا خلیلا، حدیث: 3673. [2] المعجم الکبیر، طبرانی، 96/2، السلسلة الصحيحة، حدیث نمبر: 34. [3] طبرانی، حدیث 12740، السلسلة الصحيحة، حدیث نمبر: 2340.

وَنُحِبُّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُفْرِطُ فِي حُبِّ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَلَا نَتَبَرَّأُ مِنْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنُبْغِضُ مَنْ يُبْغِضُهُمْ، وَبِغَيْرِ الْخَيْرِ يَذْكُرُهُمْ وَلَا نَذْكُرُهُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ وَحُبُّهُمْ دِينٌ وَإِيمَانٌ وَإِحْسَانٌ وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَنِفَاقٌ وَطُغْيَانٌ.

''ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے محبت کرتے ہیں، اور ان میں سے کسی کی محبت میں غلو نہیں کرتے اور نہ ہی کسی سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، جو کوئی بھی بغض صحابہ میں ملوث ہو ان کا تذکرہ اچھے طریقے سے نہ کرے تو ہم اس سے بغض رکھتے ہیں، اور ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ صرف اور صرف اچھے طریقے سے کرتے ہیں، صحابہ کی محبت دین، ایمان اور احسان ہے، جبکہ صحابہ سے بغض کفر، نفاق اور سرکشی ہے۔'' [1]

اسی طرح علامہ بربہاری حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَمَنْ قَدَّمَ الْأَرْبَعَةَ عَلَى جَمَاعَتِهِمْ، وَتَرَحَّمَ عَلَى الْبَاقِيْنَ، وَكَفَّ عَنْ زَلَلِهِمْ فَهُوَ عَلَى طَرِيْقِ الْاِسْتِقَامَةِ وَالْهُدَى فِيْ هَذَا الْبَابِ

''خلفائے راشدین کو دیگر پر فوقیت دینے والا، بقیہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہوئے، ان کی لغزشوں سے صرف نظر کرنے والا ہی اس مسئلے میں راہِ راست اور ہدایت پر ہے۔'' [2]

ایسے ہی علامہ لالکائی شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، جلد: 7، صفحہ: 1314 میں مکمل ایک باب اس موضوع کے لیے مختص کیا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں:

سِيَاقُ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَثِّ عَلَى حُبِّ الصَّحَابَةِ وَذِكْرِ مَحَاسِنِهِمْ، وَالتَّرَحُّمِ عَلَيْهِمْ، وَالِاسْتِغْفَارِ لَهُمْ، وَالْكَفِّ عَنْ مَسَاوِئِهِمْ

''نبی کریم ﷺ سے منقول وہ احادیث جن میں محبت صحابہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر خیر، ان کے لیے رحمت اور مغفرت کی دعا سمیت صحابہ کرام کی لغزشوں کے تذکرے سے زبان بندی کا بیان ہے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے بیسیوں روایات بیان کی ہیں۔

[1] متن الطحاوية بتعليق الألباني، ص:81. [2] شرح السنة للبربهاري، ص:131.

ایک مثال میں معمولی غور وفکر سے یہ مسئلہ مزید نکھر جائے گا کہ اگر ماضی قریب میں فوت شدہ دو بھائیوں میں کوئی جھگڑا رہا ہو تو کوئی متقی انسان ان کی وفات کے بعد ان کی غیبت ، اس پر بحث و تکرار کر کے اپنی نیکیاں برباد نہیں کرتا۔ جب عام انسان کے بارے ایک متقی انسان کا یہ حال ہے تو وہ ہستیاں جن کا احترام ہمارے ایمان کا حصہ ہے،ان کے بارے ہمیں کس قدر محتاط ہونا چاہیے؟! ان کے بارے بحث وتکرار، کبھی ایک صحابی کو کٹہرے میں کھڑا کرنا کبھی دوسرے کو، کبھی اس پر الزام اور کبھی اس پر طعن وتشنیع۔ یہ کام وہی شخص کرسکتا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم و محبت سے عاری، قرآن مجید کی تعلیمات سے دور، احادیثِ مناقب سے لاعلم، منہجِ سلف سے منحرف، یوم آخرت سے بے فکر اور گمراہ ہو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

وَلِهٰذَا يُنْهٰى عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ هٰؤُلَاءِ، سَوَاءً كَانُوا مِنَ الصَّحَابَةِ أَوْ مِمَّنْ بَعْدَهُمْ، فَإِذَا تَشَاجَرَ مُسْلِمَانِ فِي قَضِيَّةٍ، وَمَضَتْ، وَلَا تَعَلُّقَ لِلنَّاسِ بِهَا، وَلَا يَعْرِفُونَ حَقِيقَتَهَا، كَانَ كَلَامُهُمْ فِيهَا كَلَامًا بِلَا عِلْمٍ وَّلَا عَدْلٍ، يَتَضَمَّنُ أَذَاهُمَا بِغَيْرِ حَقٍّ، وَلَوْ عَرَفُوا أَنَّهُمَا مُذْنِبَانِ أَوْ مُخْطِئَانِ، لَكَانَ ذِكْرُ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ مَصْلَحَةٍ رَاجِحَةٍ مِنْ بَابِ الْغِيبَةِ الْمَذْمُومَةِ، لٰكِنَّ الصَّحَابَةَ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ أَعْظَمُ حُرْمَةً، وَأَجَلُّ قَدْرًا، وَأَنْزَهُ أَعْرَاضًا، وَقَدْ ثَبَتَ مِنْ فَضَائِلِهِمْ خُصُوصًا وَّعُمُومًا مَّا لَمْ يَثْبُتْ لِغَيْرِهِمْ، فَلِهٰذَا كَانَ الْكَلَامُ الَّذِي فِيهِ ذَمُّهُمْ عَلٰى مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ أَعْظَمَ إِثْمًا مِّنَ الْكَلَامِ فِي غَيْرِهِمْ.

”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں یا بعد والے مسلمان،ان کے باہمی اختلافات میں دخل دینے سے منع کیا گیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جب دو مسلمان کسی معاملے میں جھگڑ پڑیں ،پھر وہ معاملہ قصۂ پارینہ بن جائے، بعد میں آنے والے لوگوں کا اس سے کوئی تعلق بھی نہ ہو اور وہ اس کی حقیقت سے واقف بھی نہ ہوں تو ان کا اس بارے میں باتیں کرنا جہالت و ناانصافی پر مبنی ہوگا۔ اور یہ عمل ان دونوں مسلمانوں کو ناحق اذیت دینے کی کوشش ہوگی۔ اگر بعد والوں کو یہ معلوم بھی ہو جائے کہ وہ گناہ کے مرتکب تھے یا غلطی پر تھے تو بھی اس معاملے کا ذکر کرنا مذموم غیبت شمار ہوگا بالخصوص جبکہ اس

میں کوئی واضح مصلحت بھی نہ ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو عام لوگوں سے بہت بڑھ کر حرمت، مقام و مرتبے اور عزت وتکریم کے حامل تھے۔ ان کے اس قدر عمومی وخصوصی فضائل ومحاسن ثابت ہیں جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہو سکے۔ اس بنا پر ان کے باہمی اختلافات کی مذمت میں کوئی بات کرنا دیگر مسلمانوں کے اختلافات کے بارے میں بات کرنے سے بڑا جرم ہے۔''[1]

یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے باہمی اختلافات اور قتال کے باوجود اسلامی رشتۂ اخوت برقرار رکھا۔ فریقین میں سے کوئی بھی اسے قطعاً اسلام اور کفر کی جنگ نہیں سمجھتا تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ان سے صفین کے مقتولین کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا: «قَتْلَانَا و قَتْلَاهُمْ فِي الجَنَّةِ» ''ہمارے اور ان کے مقتولین جنتی ہیں۔''[2]

مقتولین کی نماز جنازہ خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ پڑھاتے۔[3] سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس جنگ پر بعد میں پشیمان ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرماتے: ''تمہارے باپ کو یہ گمان نہ تھا کہ معاملہ اس حد تک طویل ہو جائے گا، کاش تیرا باپ اس سے بیس سال پہلے دنیا سے چلا گیا ہوتا۔''[4] سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا: کاش مجھے میری ماں نہ جنتی، اور کاش میں اس روز سے پہلے فوت ہو گیا ہوتا۔[5]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی باہمی قتال پر بالآخر سخت نادم اور پریشان ہوتے، اللہ تعالیٰ سے بخشش اور مغفرت کی درخواست کرتے۔[6] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب نواسے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے اور جنتی نوجوانوں کے سردار سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبرداری اور صلح کے ذریعے اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ یہ کفر و اسلام کا معرکہ نہیں تھا۔

اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں پیشین گوئی فرمائی تھی کہ: «إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ المُسْلِمِينَ» ''بیشک میرا یہ بیٹا سردار ہے، اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کروائے گا۔''[7]

[1] منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية، 5/ 146-147. [2] مصنف ابن ابی شیبہ، 1/ 303. [3] منہاج السنہ، ابن تیمیہ، 4/ 108. [4] السنۃ، ابن احمد، 2/ 555-566. [5] التاریخ الکبیر، بخاری، 6/ 384. [6] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، البدایۃ، 8/ 130، 119، 103، 42. [7] صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی رضی اللہ عنہ ان ابنی ھذا لسید... حدیث نمبر: 7109.

یاد رہے ان بحثوں کو چھیڑنے اور شروع کرنے والے بنیادی طور وہ لوگ ہیں، جو دین اسلام کے دشمن ہیں، وہ سچے دین پر طعن کے لیے اس دین کو ہم تک پہنچانے والے مقدس گروہ کو ہدف تنقید بناتے ہیں، تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اعتماد اٹھے، جب راوی ہی قابل اعتماد نہ رہے، تو پھر قرآن وسنت اور پورے دین پر حملہ آسان ہوجائے گا۔

اہل ایمان اپنے سلف کے لیے دعائیں کرتے ہیں، ان کی برائیاں نہیں کرتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ اور جو ان کے بعد آئے ہیں، وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ پروردگار، ہمیں اور ہمارے ان سب بھائیوں کو بخش دے جو ایمان لانے میں ہم پر سبقت لے گئے اور ان اہل ایمان کے لیے ہمارے دلوں میں کوئی بغض نہ پیدا ہونے دیجیے گا۔ اے ہمارے پروردگار، تو بڑا مہربان ہے، تیری شفقت دائمی ہے۔ [1]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے دور کے گمراہ لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کرتے تھے: «لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللهَ قَدْ أَمَرَنَا بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُمْ سَيَقْتَتِلُوْنَ» ”دیکھو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کریم) کے ساتھیوں کو برا بھلا مت کہا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے لیے دعائے مغفرت کا حکم دیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا، ایک وقت آئے گا، جب ان کی باہم جنگیں ہوں گی۔“ [2]

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایسے بد بخت لوگوں پر جو مشاجرات کی آڑ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر زبان درازی کرتے ہیں۔ فرماتی تھیں: «أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَبُّوهُمْ» حکم تو یہ دیا گیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے لیے دعائے مغفرت کریں، لیکن انہوں نے ان کی برائیاں شروع کردیں!! [3]

اسی لیے جب اہل صفین کے بارے میں سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا:

[1] سورة الحشر، آیت نمبر: 10. [2] فضائل الصحابة، لابن احمد، 1/70، الشریعه للآجری، 5/2492.
[3] صحيح مسلم، كتاب التفسير، باب في تفسير آيات متفرقة، حديث نمبر: 3022.

«تِلْكَ دِمَاءٌ كَفَّ اللهُ عَنْهَا يَدِي لَا أُرِيدُ أَنْ أُلَطِّخَ بِهَا لِسَانِي» اللہ تعالیٰ نے ان کے خون سے میرے ہاتھوں کو محفوظ رکھا میں نہیں چاہتا کہ اپنی زبان کو اس میں ملوث کروں۔[1]

ان دلائل کی بنا پر ہم علی وجہ البصیرت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ سلف صالحین کا ذکر کردہ موقف ہی درست ہے اور یہی اہل حدیث کا نمائندہ موقف ہے۔ اس موقف سے دوری گمراہی اور ضلالت ہے۔ ہم تمام اہل اسلام کو نصیحت کرتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خصوصا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والے اختلافات اور دیگر مشاجرات کو عوامی فورم پر موضوع گفتگو نہ بنائیں، ایسا کرنا شرعاً درست نہیں ہے اور جو لوگ اس شرعی ہدایت کی خلاف ورزی کرتے ہیں، ان سے اجتناب ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والله تعالى أعلم وإسناد العلم إليه أسلم وصلي الله علي نبينا محمّد وعلي آله وصحبه أجمعين

مفتیانِ عظام وعلماء کرام

#	مفتیان کرام	دستخط	#	مفتیان کرام	دستخط
1	حافظ محمد شریف حفظہ اللہ (فیصل آباد)		2	عبدالعزیز نورستانی حفظہ اللہ (پشاور)	
3	مفتی بلال عبدالکریم حفظہ اللہ (گلگت)		4	ثناء اللہ زاہدی حفظہ اللہ (صادق آباد)	
5	غلام مصطفی ظہیر حفظہ اللہ (سرگودھا)		6	عبدالغفار اعوان حفظہ اللہ (اوکاڑہ)	
7	مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ (لاہور)		8	مفتی محمد انس مدنی حفظہ اللہ (کراچی)	
9	واصل واسطی حفظہ اللہ (کوئٹہ)		10	ڈاکٹر کندی حفظہ اللہ (کشمیر)	

مشرف عام
حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ

نائب رئیس
مفتی ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

رئیس
مفتی حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ

[1] الموافقات:4/32، جامع بیان العلم وفضلہ:1778.